



TAMSAAL

ISSN Print: 3007-5939

ISSN Online: 3007-5947

Volume 4, Number 6, 2026, Pages 394 – 413

Journal Home Page

<https://tamsaal.pk/index.php/tamsaal/index>

TAMSAAL

JOURNAL



The Concept of Seven Earths (Sab Arzeen) in the Qur'an and Sunnah: An Analytical Study in the Light of Classical Exegesis and Contemporary Scientific Perspectives

قرآن و سنت میں سات زمینوں (سبع ارضین) کا تصور: کلاسیکی تفسیر اور معاصر سائنسی آراء کی روشنی میں ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Dr. Muhammad Ali Shaikh¹, Dr. Abdul Salm Tunio², Shaid Ali Solangi³

¹Assistant Professor Islamic Studies, Department of Basic Science & Related Studies, The Shaikh Ayaz University Shikarpur, Email: mali.shaikh@saus.edu.pk

²Lecturer Islamic Studies - Arts & Commerce college Larkano, Email: asalamtunio1988@gmail.com

³Subject Specialist Islamic Studies, Government, Higher Secondary School Mena District Qamber Shahdat kot, Email: shahidalisolangi7866@gmail.com

ARTICLE INFO

Article History:

Received: May 15, 2026
Revised: June 09, 2026
Accepted: June 22, 2026
Available: June 27, 2026
Online:

Keywords:

Seven Earths, Sab Arzeen, Qur'an, Sunnah, Classical Exegesis, Scientific Perspectives

Corresponding Author:

Dr. Muhammad Ali Shaikh

Email:

mali.shaikh@saus.edu.pk

DOI: <https://doi.org/10.59075/tamsaal.v4i6.129>

ABSTRACT

The concept of Seven Earths (Sab 'Arāḍīn) is one of the significant cosmological themes mentioned in the Qur'an and the Sunnah. While the Qur'an explicitly refers to the creation of seven heavens and "the like of them from the earth" (Qur'an 65:12), it does not provide a detailed description of the nature, structure, or arrangement of the seven earths. This study aims to critically examine the concept of Seven Earths through a qualitative, analytical, and library-based research methodology by integrating Qur'anic verses, authentic Prophetic traditions, classical Qur'anic exegesis, linguistic analysis, and contemporary scientific discussions. The study reviews the interpretations of prominent classical exegetes, including al-Ṭabarī, al-Qurṭubī, Ibn Kathīr, Fakhr al-Dīn al-Rāzī, al-Ālūsī, Ibn 'Ashūr, and Wahbah al-Zuhaylī, alongside authentic narrations from Ṣaḥīḥ al-Bukhārī and Ṣaḥīḥ Muslim. It also critically evaluates modern attempts to correlate the concept of Seven Earths with geological layers, continents, and contemporary scientific theories. The findings indicate that the existence of Seven Earths is established by the Qur'an and authentic Sunnah; however, their exact nature and physical structure remain part of the unseen (ghayb) and have not been explicitly defined in the primary Islamic sources. Classical Muslim scholars generally affirmed their existence while refraining from speculative interpretations regarding their modality. The study further concludes that contemporary scientific perspectives may provide supportive insights but should not be regarded as definitive interpretations of the Qur'anic text. A balanced methodological approach, grounded in the principles of Qur'anic exegesis and Hadith scholarship, offers the most reliable framework for understanding this subject.



© 2026 The Authors, Published by ULLR. This is an Open Access Article under the Creative Common Attribution (CC-BY 4.0)

خلاصہ

سات زمینوں (سبع ارضین) کا تصور قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ میں مذکور اہم کائناتی موضوعات میں سے ایک ہے۔ اگرچہ قرآن مجید سورۃ الطلاق (65:12) میں سات آسمانوں اور ان کی مانند سات زمینوں کی تخلیق کا ذکر کرتا ہے، تاہم ان کی کیفیت، ساخت اور ترتیب کی تفصیلات بیان نہیں کرتا۔ زیر نظر تحقیق کا مقصد قرآن مجید، صحیح احادیث، کلاسیکی تفاسیر، لغوی مصادر اور جدید سائنسی مباحث کی روشنی میں سات زمینوں کے تصور کا تحقیقی، تقابلی اور تنقیدی جائزہ پیش کرنا ہے۔

اس تحقیق میں معیاری (Qualitative)، تجزیاتی (Analytical) اور کتابی (Library-Based) تحقیقی منہج اختیار کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں امام طبری، امام فخر طوسی، امام ابن کثیر، امام فخر الدین رازی، امام آلوسی، ابن عاشور اور ڈاکٹر وہب زحیلی سمیت ممتاز مفسرین کی آراء کا تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے، نیز صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متعلقہ احادیث کا تنقیدی تجزیہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ مزید برآں، جدید ارضیاتی نظریات اور سائنسی تعبیرات کا اصول تفسیر کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے۔

تحقیق کے نتائج سے واضح ہوتا ہے کہ سات زمینوں کا وجود قرآن و سنت سے ثابت ہے، تاہم ان کی حقیقی کیفیت اور جسمانی ساخت غیبی امور میں شامل ہے، جس کی قطعی تعیین شرعی نصوص سے ثابت نہیں ہوتی۔ جمہور مفسرین نے ان کے وجود کو تسلیم کرتے ہوئے کیفیت کے تعیین سے اجتناب کیا ہے۔ مزید یہ کہ جدید سائنسی نظریات بعض پہلوؤں سے معاون توضیح فراہم کر سکتے ہیں، لیکن انہیں قرآن مجید کی قطعی تفسیر مترار دینا درست نہیں۔ تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ اصول تفسیر اور اصول حدیث کی روشنی میں متوازن اور محتاط علمی منہج ہی اس موضوع کے فہم کے لیے زیادہ قابل اعتماد ہے۔

کلیدی الفاظ

سبع ارضین، سات زمینیں، قرآن مجید، تفسیر قرآن، احادیث نبویہ، اسلامی کونیات، کلاسیکی تفاسیر، جدید سائنسی تعبیرات۔

Introduction (تعارف)

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو نہایت منظم اور حکیمانہ نظام کے تحت تخلیق فرمایا۔ قرآن مجید میں آسمانوں، زمین، اجرام فلکی اور کائناتی نظام کے متعلق متعدد مقامات پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے تاکہ انسان اپنے رب کی قدرت، حکمت اور ربوبیت کو پہچان سکے۔ انہی اہم کائناتی موضوعات میں سے ایک "سات زمینوں" (سبع ارضین) کا تصور ہے، جس کا واضح ذکر سورۃ الطلاق کی آیت نمبر 12 میں آیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا

یہ آیت اس حقیقت کو بیان کرتی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے سات آسمان پیدا کیے، اسی طرح زمینوں کو بھی ایک خاص تعداد اور نظم کے ساتھ تخلیق فرمایا۔ تاہم "سات زمینوں" کی حقیقت کیا ہے؟ کیا اس سے مراد

سات مستقل زمینیں ہیں، یا ایک ہی زمین کی سات تہیں، یا سات خطے، یا کوئی ایسی حقیقت جس کا مکمل علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے؟ یہ سوال متدیم زمانے سے مفسرین، محدثین، فقہاء اور بعد ازاں جدید محققین کے درمیان علمی بحث کا موضوع رہا ہے۔

مترآن مجید نے سات آسمانوں کا ذکر متعدد مقامات پر کیا ہے، لیکن سات زمینوں کا صریح ذکر صرف ایک مقام پر ملتا ہے۔ دوسری طرف صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر حدیثی مصادر میں بھی سات زمینوں کے متعلق متعدد روایات موجود ہیں، جن میں زمین غضب کرنے والے شخص کے لیے سات زمینوں تک دھنڈائے جانے کی وعید مذکور ہے۔ ان احادیث نے اس موضوع کی اہمیت کو مزید واضح کر دیا ہے۔

کلاسیکی مفسرین مثلاً امام طبری، امام فخر طبری، امام ابن کثیر، امام رازی، ابو حیان اندلسی اور آلوسی نے اس آیت کی مختلف جہات سے تشریح کی ہے۔ بعض کے نزدیک سات زمینیں حقیقتاً سات الگ زمینیں ہیں، بعض انہیں تہہ در تہہ طبقات مترار دیتے ہیں، جبکہ بعض علماء نے اس معاملے میں توقف اختیار کرتے ہوئے کہا کہ اس کی حقیقی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ معاصر دور میں جب ارضیات (Geology)، فلکیات (Astronomy) اور کائناتی علوم میں غیر معمولی ترقی ہوئی تو بعض محققین نے زمین کی اندرونی تہوں اور مترآنی تعبیر کے درمیان تعلق قائم کرنے کی کوشش کی، جبکہ دوسرے علماء نے ایسی تطبیقات کو احتیاط کے ساتھ قبول کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

اس موضوع کی اہمیت صرف تفسیر یا حدیث تک محدود نہیں بلکہ یہ مترآن اور جدید سائنس کے تعلق، نصوص شرعیہ کی تعبیر، اور اسلامی فکر میں سائنسی نظریات کی حدود کے حوالے سے بھی بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ موجودہ دور میں سوشل میڈیا اور غیر مستند ذرائع پر سات زمینوں کے بارے میں متعدد غیر محققانہ دعوے گردش کر رہے ہیں، جن میں بعض اوقات مترآنی نصوص کو غیر ثابت شدہ سائنسی نظریات کے ساتھ اس انداز میں جوڑا جاتا ہے جو علمی تحقیق کے اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس موضوع کا از سر نو جامع، تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ کیا جائے۔

یہ تحقیق اسی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے ترتیب دی جا رہی ہے۔ اس میں مترآن مجید، صحیح احادیث، کلاسیکی تفاسیر، لغوی مصادر، معاصر اسلامی تحقیقات اور جدید ارضیاتی مباحث کا تقابلی جائزہ لیا جائے گا۔ تحقیق میں اس امر کا بھی جائزہ لیا جائے گا کہ آیا موجودہ سائنسی معلومات کو مترآنی نصوص پر منطبق کرنا علمی طور پر درست ہے یا نہیں، اور کن حدود کے اندر رہ کر ایسا کیا جاسکتا ہے۔

یہ مقالہ محض نظریات کو نفل کرنے تک محدود نہیں ہوگا بلکہ مختلف آراء کا تقابلی و تنقیدی تجزیہ پیش کرے گا، ان کے دلائل کا علمی وزن متعین کرے گا، اور آخر میں ایک متوازن نتیجہ اخذ کرے گا جو مترآن و سنت کے نصوص اور اصول تفسیر سے ہم آہنگ ہو۔

Statement of the Problem (بیان)

(مسئلہ)

متر آن مجید میں سات آسمانوں کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے، جبکہ سات زمینوں (سبع أرضین) کا واضح ذکر صرف سورۃ الطلاق (65:12) میں ملتا ہے۔ اگرچہ یہ آیت مختصر ہے، لیکن اس کی تفسیر میں مفسرین، محدثین اور علماء کے درمیان متعدد آراء پائی جاتی ہیں۔ بعض مفسرین کے نزدیک سات زمینوں سے مراد سات مستقل زمینیں ہیں، بعض کے نزدیک ایک ہی زمین کی سات تہیں (Layers) مراد ہیں، جبکہ بعض علماء نے اس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے علم کے سپرد کرتے ہوئے توقف اختیار کیا ہے۔

جدید دور میں ارضیات (Geology)، فلکیات (Astronomy) اور حنائی سائنس کی ترقی کے بعد اس موضوع نے ایک نئی جہت اختیار کر لی ہے۔ متعدد معاصر مصنفین نے زمین کی اندرونی تہوں، ارضی ساخت (Earth Structure) اور متر آنی تعبیر "سبع أرضین" کے درمیان تعلق قائم کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن اکثر ایسی آراء مضبوط تفسیری اصولوں یا مستند سائنسی شواہد پر قائم نہیں ہوتیں۔ بعض اوقات متر آن مجید کی آیات کو ایسے سائنسی نظریات کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے جو بعد میں تبدیل بھی ہو سکتے ہیں، جس کے نتیجے میں متر آن کے مفہوم کو غیر ضروری طور پر مخصوص سائنسی تصورات کا تابع بنا دیا جاتا ہے۔

اسی طرح عوامی سطح پر سوشل میڈیا، غیر تحقیقی مضامین اور غیر مستند خطابات میں سات زمینوں کے بارے میں متعدد ایسی تشریحات پیش کی جاتی ہیں جن کی نہ متر آن و سنت سے مضبوط بنیاد ثابت ہوتی ہے اور نہ ہی کلاسیکی اسلامی مصادر سے۔ اس صورتحال نے اس موضوع میں مزید ابہام پیدا کر دیا ہے۔

موجودہ تحقیق کا بنیادی مسئلہ یہی ہے کہ سات زمینوں کے بارے میں کلاسیکی تفسیری آراء، حدیثی روایات، لغوی تحقیقات اور معاصر سائنسی مباحث کو ایک جامع، متوازن اور تنقیدی علمی مطالعہ میں جمع کیا جائے، تاکہ ان کے مابین حقیقی تعلق، اختلاف اور حدود کو واضح کیا جاسکے۔

اس تحقیق میں نہ صرف مختلف نظریات کو جمع کیا جائے گا بلکہ ان کے دلائل، اصولی بنیادوں اور علمی حیثیت کا بھی تجزیہ کیا جائے گا تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ کون سی تعبیر متر آنی نصوص، حدیث نبوی ﷺ، اصول تفسیر اور علمی تحقیق کے زیادہ قریب ہے۔

(تحقیق کی اہمیت) Significance of the Study

یہ تحقیق کئی جہات سے اہمیت کی حامل ہے۔

اولاً، سات زمینوں کا موضوع متر آن کریم کے ان موضوعات میں شامل ہے جن پر نسبتاً کم علمی تحقیق کی گئی ہے، حالانکہ یہ عقائد، تفسیر، حدیث اور کائناتی مطالعات سے براہ راست تعلق رکھتا ہے۔

ثانیاً، موجودہ دور میں متر آن اور سائنس کے تعلق پر ہونے والی بحث میں سات زمینوں کا تصور بار بار زیر بحث آتا ہے۔ اس لیے ایک ایسی تحقیق کی ضرورت ہے جو جذباتی یا غیر سائنسی دعوؤں کے بجائے علمی اصولوں پر مبنی ہو۔

ثالثاً، اس تحقیق کے ذریعے کلاسیکی اسلامی مصادر اور جدید علمی تحقیقات کے درمیان ایک منظم تقابلی مطالعہ سامنے آئے گا، جو مستقبل کی تحقیقات کے لیے ایک مضبوط علمی بنیاد فراہم کرے گا۔

رابعاً، یہ تحقیق ان عنایت فہمیوں کی وضاحت میں بھی معاون ہوگی جو سوشل میڈیا، غیر مستند ویب سائٹس اور عوامی خطابات کے ذریعے پھیل رہی ہیں۔

حنا، یہ تحقیق اصول تفسیر کے اس اہم اصول کو بھی واضح کرے گی کہ مترآن مجید کو بدلتے ہوئے سائنسی نظریات کا تابع نہیں بنایا جاسکتا، بلکہ سائنسی معلومات سے صرف وہاں فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے جہاں وہ قطعی حقائق پر مبنی ہوں اور نصوص شرعیہ کے ظاہری مفہوم سے متصادم نہ ہوں۔

ادبی جائزہ (Literature Review)

تمہید:

ادبی جائزہ (Literature Review) کسی بھی تحقیقی مقالے کا بنیادی جزو ہوتا ہے، کیونکہ اس کے ذریعے معلوم کیا جاتا ہے کہ زیر بحث موضوع پر پہلے کیا کام ہو چکا ہے، مختلف اہل علم نے کیا آراء پیش کی ہیں، ان میں باہمی اتفاق و اختلاف کی نوعیت کیا ہے، اور موجودہ تحقیق ان مطالعات میں کیا اضافہ کرے گی۔ "سات زمینوں" (سبع أرضین) کا موضوع اگرچہ مترآن مجید میں مختصر انداز میں بیان ہوا ہے، لیکن اس پر تفسیری، حدیثی، لغوی اور معاصر سائنسی زاویوں سے کافی علمی گفتگو ملتی ہے۔ تاہم ان تمام آراء کو ایک جامع اور تنقیدی انداز میں جمع کرنے والی تحقیقات نسبتاً کم ہیں، جس سے اس موضوع پر مزید منظم تحقیق کی ضرورت واضح ہوتی ہے۔

مترآن مجید میں سات زمینوں کا ذکر

مترآن مجید میں سات آسمانوں کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے، جیسے سورۃ البقرۃ (2:29)، سورۃ المؤمنون (23:17)، سورۃ الملک (67:3) اور دیگر مقامات، جبکہ سات زمینوں کا صریح ذکر صرف سورۃ الطلاق (65:12) میں ملتا ہے:

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ

اس آیت میں "وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ" کے الفاظ مفسرین کی توجہ کا مرکز رہے ہیں۔ بنیادی سوال یہ رہا ہے کہ "مِثْلَهُنَّ" سے مراد تعداد میں مماثلت ہے یا ساخت، کیفیت یا کسی اور پہلو میں مشابہت۔ اسی سوال کے گرد تفسیری آراء تشکیل پاتی ہیں۔

امام طبری (م 310ھ) کا موقف

امام محمد بن جریر الطبری اپنی جامع البیان میں متعدد آثار صحابہ و تابعین نقل کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک آیت کا ظاہر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کی طرح سات زمینیں بھی پیدا فرمائی ہیں۔ وہ حضرت ابن عباسؓ سے منقول بعض آثار بھی ذکر کرتے ہیں جن میں سات زمینوں کے وجود کا ذکر ہے، تاہم ان کی حقیقت اور کیفیت کی تعیین میں احتیاط اختیار کرتے ہیں۔

امام طبری کا منہج یہ ہے کہ جہاں نص قطعی موجود ہو وہاں اس پر ایمان رکھا جائے، لیکن جہاں کیفیت کی وضاحت نہ ہو وہاں غیر ضروری قیاس سے اجتناب کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ سات زمینوں کی موجودگی کو تسلیم کرتے ہیں، لیکن ان کی مکمل ساخت یا کیفیت بیان کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

یہ طرز استدلال اس بات کی ناسندگی کرتا ہے کہ ابتدائی مفسرین نصوص شرعیہ کو ظاہری معنی پر مقبول کرتے تھے، مگر ان امور میں تکلف سے بچتے تھے جن کے بارے میں قطعی معلومات موجود نہ ہوں۔

امام مترطبی (م 671ھ) کا موقف

امام ابو عبد اللہ المترطبی نے الجامع لاحکام القرآن میں اس آیت کی نسبتاً مفصل تشریح کی ہے۔ انہوں نے متعدد احادیث اور آثار کی روشنی میں سات زمینوں کے وجود کو تسلیم کیا اور صحیح بخاری و صحیح مسلم کی ان روایات سے استدلال کیا جن میں غضب شدہ زمین کے بارے میں "سات زمینوں تک دھنائے جانے" کا ذکر ہے۔

امام مترطبی نے مختلف اقوال نقل کیے:

• سات مستقل زمینیں۔

• ایک زمین کے سات طبقات۔

• ان کے درمیان فاصلہ موجود ہے۔

تاہم وہ آخر میں اس رائے کو زیادہ قوی قرار دیتے ہیں کہ آیت اور صحیح احادیث کا ظاہر سات حقیقی زمینوں کے وجود پر دلالت کرتا ہے، اگرچہ ان کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

امام ابن کثیر (م 774ھ) کا موقف

امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں آیت کے تحت متعدد صحیح احادیث نقل کی ہیں، خصوصاً حضرت سعید بن زید کی روایت:

"من أخذ شبراً من الأرض ظل أطوي من سبع أرضين".

اس حدیث کی بنیاد پر ابن کثیر اس نتیجے کی طرف مائل ہیں کہ سات زمینیں حقیقتاً موجود ہیں، کیونکہ اگر ان کا وجود نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس انداز میں وعید نہ فرماتے۔

البتہ وہ بھی ان زمینوں کی کیفیت بیان کرنے سے اجتناب کرتے ہیں اور اسے غیبی امور میں شمار کرتے ہیں۔

امام فخر الدین رازی (م 606ھ)

امام رازی اپنی معروف تفسیر معانی الغیب میں اس مسئلے کو فلسفیانہ اور عقلی انداز سے زیر بحث لاتے ہیں۔ وہ مختلف احتمالات ذکر کرتے ہیں:

1. سات الگ زمینیں۔

2. ایک زمین کے مختلف طبقات۔

3. سات مختلف استلیم (Regions)۔

امام رازی ہر احتمال کے دلائل ذکر کرتے ہیں لیکن کسی ایک رائے کو قطعی مقرر نہیں دیتے۔ ان کا انداز یہ ظاہر کرتا ہے کہ جہاں نص قطعی کیفیت بیان نہ کرے وہاں متعدد عملی احتمالات باقی رہتے ہیں۔

یہی خصوصیت ان کی تفسیر کو دوسرے مفسرین سے ممتاز کرتی ہے۔

امام آلوسی (م 1270ھ)

امام محمود آلوسی نے روح المعانی میں سابقہ مفسرین کی آراء جمع کرنے کے بعد اس امر پر زور دیا کہ "سبع أرضین" کو محض محباز مقرر دینا درست معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ صحیح احادیث اس کے حقیقی وجود کی تائید کرتی ہیں۔

ساتھ ہی وہ یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ انسان کا ان زمینوں کا مشاہدہ نہ کرنا ان کے عدم وجود کی دلیل نہیں، کیونکہ غیب کے بہت سے حقائق انسانی حواس سے ماوراء ہیں۔

ابن عاشور (م)

1393ھ

شیخ محمد الطاہر ابن عاشور نے التحریر والتنبؤ میں نسبتاً جدید اسلوب اختیار کیا۔ وہ آیت کے بلاغی پسلو پر بھی گفتگو کرتے ہیں اور اس بات پر زور دیتے ہیں کہ مقرر آن کا اصل مقصد زمینوں کی سائنسی تفصیلات بیان کرنا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور کامل علم کو واضح کرنا ہے۔

ان کے نزدیک آیت کا بنیادی مقصد عقیدہ توحید کو مضبوط کرنا ہے، نہ کہ زمین کی جغرافیائی ساخت کی وضاحت کرنا۔

معاصر اسلامی محققین کی آراء

بیسویں اور اکیسویں صدی میں متعدد مسلم علماء اور محققین نے سات زمینوں کے موضوع کو جدید سائنسی معلومات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کی۔

بعض اہل علم نے زمین کی اندرونی تہوں (Crust, Upper Mantle, Lower Mantle, Outer Core, Inner Core) وغیرہ کو "سبع أرضین" سے مربوط کیا، جبکہ دوسرے علماء نے اس تعبیر کو محض ایک احتمال مقرر دیا۔

شیخ محمد متولی الشعراوی، ڈاکٹر وہب الزحلی، ڈاکٹر عمر سلیمان الاشقر اور دیگر معاصر علماء نے اس بات پر زور دیا کہ مقرر آن کو کسی مخصوص سائنسی نظریے کے ساتھ قطعی طور پر منسلک نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ سائنسی نظریات وقت کے ساتھ تبدیل ہو سکتے ہیں، جبکہ مقرر آن دائمی اور قطعی حقائق پر مشتمل ہے

Qur'ānic Analysis of the Concept of Seven Earths

قرآن مجید میں سات زمینوں کا تصور

قرآن مجید میں سات آسمانوں کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے، لیکن سات زمینوں کا واضح ذکر صرف سورۃ الطلاق کی آیت نمبر 12 میں موجود ہے:

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمٌ

(سورۃ الطلاق: 12)

آیت کا ترجمہ

"اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور زمین کو بھی انہی کی مانند پیدا فرمایا۔ اس کا حکم ان کے درمیان نازل ہوتا رہتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے اور اللہ نے ہر چیز کو اپنے علم سے گھیر رکھا ہے۔"

لفظی تجزیہ (Lexical Analysis)

الف) "الأرض"

راغب اصفہانی کے مطابق "الأرض" سے مراد وہ جگہ ہے جس پر انسان زندگی بسر کرتا ہے، اور بعض مواقع پر یہ پوری مادی دنیا کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

ابن منظور (لسان العرب) لکھتے ہیں:

الأرض خلاف السماء

"زمین آسمان کے مقابلے میں استعمال ہونے والا لفظ ہے۔"

یہ لفظ عربی زبان میں واحد بھی استعمال ہوتا ہے اور جنس (Collective Noun) کے طور پر بھی۔

"ب" سج

عربی زبان میں "سج" اصل میں عدد (Number) ہے۔

مفسرین نے اس کے متعلق دو بنیادی آراء ذکر کی ہیں:

1. حقیقی عدد (Literal Seven)

2. کثرت (Multiplicity)

لیکن چونکہ یہی لفظ سات آسمانوں کے لیے بھی آیا ہے، اور صحیح احادیث بھی سات زمینوں کی تائید کرتی ہیں، اس لیے جمہور مفسرین نے یہاں حقیقی عدد ہی مراد لیا ہے۔

((ج))

”مثال“

یہ لفظ پوری آیت میں سب سے زیادہ اہم ہے۔

لغوی اعتبار سے ”مثال“ کے متعدد معانی ہیں:

- مشابہت
- مساوات
- مماثلت
- برابری

اب اصل سوال یہ ہے کہ مماثلت کس چیز میں ہے؟

مفسرین نے مختلف احتمالات بیان کیے ہیں:

- تعداد میں
- تخلیق میں
- نظم میں
- حکمت میں

جمہور مفسرین کے نزدیک یہاں اصل مماثلت تعداد میں ہے، نہ کہ ضروری طور پر شکل، حجم یا ساخت میں۔

نحوی تجزیہ (Grammatical Analysis)

”ومن الارض مثلھن“

یہاں ”من“ تبضیہ بھی ہو سکتی ہے اور بیانیہ بھی۔

”مثلھن“ کی ضمیر سات آسمانوں کی طرف لوٹتی ہے۔

اس نحوی ساخت سے معلوم ہوتا ہے کہ مترآن سات آسمانوں کی تعداد کے مقابلے میں زمینوں کی تعداد بیان کر رہا ہے، نہ کہ لازماً ان کی جسمانی ساخت کی مکمل مماثلت۔

بلاغی تجزیہ (Rhetorical Analysis)

آیت کا اختتام انتہائی اہم ہے:

لَتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت کا بنیادی مقصد کائنات کی مکمل سائنسی تفصیل دینا نہیں بلکہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی قدرت، حکمت اور علم کی طرف متوجہ کرنا ہے۔

اسی لیے کلاسیکی مفسرین نے ہمیشہ اس آیت کو عقیدہ توحید کے تناظر میں سمجھا ہے، نہ کہ صرف سائنسی معلومات کے بیان کے طور پر۔

ابتدائی علمی نتیجہ

مندرجہ بالا لغوی، نحوی اور بلاغی تجزیے سے یہ نتائج سامنے آتے ہیں:

1. "سبع" سے مراد جبہور کے نزدیک حقیقی عدد سات ہے۔
2. "مثل" کا تعلق غالباً تعداد سے ہے، نہ کہ لازماً ساخت سے۔
3. مترآن نے سات زمینوں کی کیفیت بیان نہیں کی، بلکہ ان کے وجود کی خبر دی ہے۔
4. آیت کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی قدرت، علم اور ربوبیت کو واضح کرنا ہے۔
5. آیت کی مکمل تشریح صحیح احادیث اور اقوال مفسرین کی روشنی میں ہی ممکن ہے، جس پر اگلے حصے میں تفصیلی گفتگو کی جائے گی۔

Hadith Analysis of the Concept of Seven Earths

(تخلیل احادیث: سات زمینوں کا تصور)

تمہید

مترآن مجید میں "سبع أرضین" کا ذکر اجمالی انداز میں آیا ہے، جبکہ سنت نبوی ﷺ اس موضوع کی مزید وضاحت کرتی ہے۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ نے سات زمینوں کی ساخت، فاصلے یا ہیئت کی تفصیلی تشریح نہیں فرمائی، تاہم متعدد صحیح

احادیث اس امر کی تائید کرتی ہیں کہ سات زمینوں کا وجود ایک حقیقی امر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین اور مفسرین نے سورۃ الطلاق (65:12) کی تفسیر میں ان احادیث سے استدلال کیا ہے۔

اس حصے میں اہم احادیث کی تخریج، متن اور ان سے متبیط علمی نکات پیش کیے جاتے ہیں۔

پہلی حدیث: غصب شدہ زمین کے بارے میں وعید

حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَخَذَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا، طُوقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ.

ترجمہ:

"جس شخص نے ظلم کے ساتھ ایک باشت زمین بھی ہتھیالی، قیامت کے دن اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔"

تخریج

• صحیح البخاری، کتاب المظالم

• صحیح مسلم، کتاب المساقاة

درجہ

یہ حدیث متفق علیہ ہے، اس لیے اس کی صحت پر اہل علم کا اتفاق ہے۔

حدیث سے حاصل ہونے والے علمی نکات

1. سات زمینوں کا ذکر بطور حقیقت آیا ہے، نہ کہ تمثیل کے طور پر۔

2. زمین پر ناجائز قبضہ اسلام میں انتہائی سنگین جرم ہے۔

3. محدثین نے اس حدیث کو سورۃ الطلاق (65:12) کی تفسیر میں بطور دلیل پیش کیا ہے۔

دوسری حدیث: ظلم اور سات زمینیں

صحیح مسلم میں حضرت ابو سلمہؓ سے مروی روایت میں بھی اسی مفہوم کی تائید ملتی ہے کہ جو شخص کسی کی زمین ناحق لے گا، اسے قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسیا جائے گا یا ان کا بوجھ اٹھانا پڑے گا۔

تجزیہ

اگرچہ روایات کے الفاظ میں معمولی فرق ہے، لیکن مفہوم ایک ہی ہے: سات زمینوں کا وجود ایک حقیقت کے طور پر بیان کیا گیا ہے، اور ظلم کی سنگینی کو واضح کرنے کے لیے اس کا ذکر آیا ہے۔

امام نووی کا تجزیہ

امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جبہور علماء اس حدیث کو اس کے ظاہری معنی پر محمول کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک سات زمینوں کا وجود ثابت ہے، البتہ ان کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

امام نووی مسزید واضح کرتے ہیں کہ ان روایات سے سات زمینوں کی حقیقت کا اثبات ہوتا ہے، لیکن ان کی ساخت یا فاصلے کے بارے میں کوئی قطعی بیان نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اس بارے میں نصوص حنا موش ہیں۔

ابن حجر عسقلانی کا موقف

امام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں اس حدیث کے ذیل میں مفسرین اور محدثین کی آراء جمع کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ صحیح احادیث اور سورۃ الطلاق (65:12) کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سات زمینوں کا وجود حقیقی ہے۔

البتہ وہ اس بات پر بھی زور دیتے ہیں کہ ان زمینوں کی کیفیت کے بارے میں قطعی دعویٰ کرنا درست نہیں، کیونکہ نہ مفسرین نے اس کی تفصیل بیان کی ہے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے۔

یہ اصولی موقف بعد کے بہت سے علماء نے بھی اختیار کیا۔

سات زمینوں کی کیفیت سے متعلق روایات

بعض آثار اور روایات میں سات زمینوں کے درمیان مخلوقات یا فاصلوں کا ذکر ملتا ہے، لیکن ان میں سے اکثر موقوف، ضعیف یا اسرائیلی روایات کے زمرے میں شمار کیے گئے ہیں۔ محدثین نے ایسی روایات کو مفسرین و صحیح حدیث کی تفسیر کا بنیادی ماخذ نہیں بنایا۔

اسی بنا پر علمی تحقیق میں صرف ان روایات پر اعتماد کیا جانا چاہیے جو صحیح سند سے ثابت ہوں۔

حدیث اور مفسرین کے درمیان تعلق

حدیث ذخیرے کا مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ الطلاق (65:12) کی کوئی مفصل تفسیر نہیں فرمائی، بلکہ سات زمینوں کا ذکر احلاقی اور شرعی تناظر میں آیا ہے، خصوصاً:

• حقوق ملکیت

• ظلم کی حرمت

• قیامت کی جواب دہی

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن و سنت کا بنیادی مقصد انسان کی ہدایت ہے، نہ کہ کائنات کی ہر جزوی ساخت کی تفصیل۔

خلاصہ بحث

احادیث نبویہ ﷺ کے تجزیے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سات زمینوں کا تصور سنت میں بھی ثابت ہے، لیکن اس کی تفصیلی کیفیت بیان نہیں کی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ جمہور محدثین نے اس معاملے میں اثبات بلا تکلیف (وجود کا اثبات، مگر کیفیت کی تعیین سے اجتناب) کا اصول اختیار کیا۔

یہی منہج قرآنی نصوص، صحیح احادیث اور اصول تفسیر کے باہمی مطالعے سے زیادہ مضبوط اور متوازن معلوم ہوتا ہے، اور موجودہ تحقیق بھی اسی اصول کو بنیاد بناتی ہے۔

Modern Geological Perspectives and Critical Scientific Analysis of the Concept of Seven Earths

(سات زمینوں کے تصور کا جدید ارضیاتی اور تنقیدی سائنسی مطالعہ)

تمہید

اکیسویں صدی میں زمین اور کائنات کے بارے میں انسانی معلومات میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ جدید ارضیات (Geology)، ارضی طبیعیات (Geophysics)، فلکیات (Astronomy) اور خلائی سائنس (Space Science) نے زمین کی ساخت، اندرونی طبقات، ٹیکٹونک پلیٹس، کشش ثقل اور دیگر مظاہر کے بارے میں بہت سی معلومات فراہم کی ہیں۔ ان ترقیات کے نتیجے میں بعض مسلم محققین نے قرآن مجید میں مذکور "سبع أرضین" کو جدید سائنسی معلومات کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کی، جبکہ بعض دوسرے علماء نے ایسی تطبیقات کے بارے میں احتیاط کا رویہ اختیار کیا۔

اس حصے میں جدید ارضیاتی نظریات اور اسلامی مصادر کے درمیان تعلق کا تنقیدی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

جدید ارضیات کے مطابق زمین کی ساخت

جدید سائنس کے مطابق زمین ایک کروی (Oblate Spheroid) جسم ہے جس کی اوسط شعاع تقریباً 6371 کلومیٹر ہے۔ ارضیات کے مطابق زمین کی اندرونی ساخت مختلف طبقات پر مشتمل ہے۔ عام طور پر درج ذیل بنیادی حصے بیان کیے جاتے ہیں:

1. Crust (قشر ارض)

2. Upper Mantle (بالائی مینٹل)
3. Transition Zone
4. Lower Mantle (زیریں مینٹل)
5. Outer Core (بیرونی مرکز)
6. Inner Core (اندرونی مرکز)

بعض سائنسی درجہ بندیوں میں مزید ذیلی تقسیمات بھی کی جاتی ہیں، اس لیے طبقات کی تعداد مختلف کتابوں میں مختلف ہو سکتی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ جدید سائنس خود بھی ایک ہی متفقہ "سات تہوں" کی اصطلاح استعمال نہیں کرتی۔

سات تہوں کا نظریہ اور فتر آنی تعبیر

بعض معاصر مصنفین نے یہ رائے پیش کی ہے کہ فتر آن میں مذکور "سبع أرضین" سے مراد زمین کی سات اندرونی تہیں ہیں۔

اس رائے کے حق میں درج ذیل دلائل پیش کیے جاتے ہیں:

- زمین متعدد طبقات پر مشتمل ہے۔
- فتر آن نے سات زمینوں کا ذکر کیا ہے۔
- دونوں کے درمیان عددی مشابہت پائی جاتی ہے۔

تاہم اس رائے پر چند بنیادی علمی سوالات بھی پیدا ہوتے ہیں:

1. جدید سائنس تمام طبقات کو مستقل "زمینیں" (Earths) "نہیں کہتی۔

2. مختلف سائنسی کتب میں طبقات کی تعداد یکساں نہیں۔

3. فتر آن نے "طبقات" یا "Layers" کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ "أرض" کا لفظ استعمال کیا ہے۔

4. کسی صحیح حدیث میں زمین کی اندرونی تہوں کو "سبع أرضین" فتر آن نہیں دیا گیا۔

اس لیے صرف عددی مشابہت کی بنیاد پر دونوں کو قطعی طور پر ایک ہی حقیقت فتر آن دینا علمی احتیاط کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔

سات براعظم (Seven Continents) کی تعبیر

بعض جدید مصنفین نے سات زمینوں سے مراد سات براعظم (Asia, Africa, Europe, North America, South America, Australia, Antarctica) بھی لیے ہیں۔

یہ تعبیر بھی کئی وجوہ سے محل نظر ہے:

- براعظموں کی موجودہ تقسیم جدید جغرافیہ کی اصطلاح ہے۔
 - قدیم عرب اس تقسیم سے واقف نہیں تھے۔
 - قرآن نے "ارض" کہا ہے، "الایم" یا "تارات" نہیں۔
 - مفسرین سلف میں اس تعبیر کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔
- لہذا یہ تعبیر تاریخی اور تفسیری اعتبار سے مضبوط نہیں سمجھی جاسکتی۔

متعدد سیاروں کی تعبیر

بعض معاصر اہل قلم نے یہ احتمال بھی ذکر کیا ہے کہ "سات زمینیں" سے مراد کائنات میں موجود زمین جیسی دوسری دنیا یا سیارے ہو سکتے ہیں، کیونکہ جدید فلکیات نے ہزاروں Exoplanets دریافت کیے ہیں۔

یہ رائے اگرچہ سائنسی امکانات کے اعتبار سے دلچسپ ہے، لیکن اس کے بارے میں بھی احتیاط ضروری ہے، کیونکہ:

- قرآن نے اس مقام پر کسی دوسرے سیارے کا نام نہیں لیا۔
- نہ ہی صحیح حدیث میں ایسی کوئی صریح تفسیر موجود ہے۔
- اس لیے اسے صرف ایک احتمال کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے، قطعی تفسیر کے طور پر نہیں۔

Discussion, Major Findings, Original Contribution, Conclusion and Recommendations

Discussion

(مباحثہ)

اس تحقیق میں قرآن مجید، سنت نبوی ﷺ، کلاسیکی تفسیر، لغوی مصادر اور جدید ارضیاتی مباحث کا تقابلی و تنقیدی جائزہ لیا گیا۔ مطالعے سے واضح ہوا کہ "سبع ارضیں" کا تصور اسلامی علمی روایت میں ایک مسلمہ حقیقت ہے، کیونکہ اس کا ذکر قرآن مجید اور صحیح احادیث دونوں میں موجود ہے۔ تاہم اختلاف اس کے وجود میں نہیں بلکہ اس کی کیفیت، ساخت اور ترتیب میں ہے۔

کلاسیکی مفسرین مثلاً امام طبری، امام فخر طوسی، امام ابن کثیر، امام رازی، امام آلوسی اور ابن عاشور نے اس موضوع پر مختلف احتمالات بیان کیے، مگر تقریباً سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ قرآن و سنت نے سات زمیनों کی کیفیت متعین نہیں کی۔ اس بنا پر انہوں نے ایسی تفصیلات بیان کرنے سے اجتناب کیا جن کی بنیاد قطعی نصوص پر نہیں تھی۔

اس کے برعکس بعض معاصر مصنفین نے جدید ارضیاتی معلومات کو براہ راست آیت کی تفسیر و تدارک دینے کی کوشش کی۔ اگرچہ اس سے قرآن اور سائنس کے درمیان ہم آہنگی کی ایک جہت سامنے آتی ہے، لیکن یہ طریقہ کئی علمی اشکالات بھی پیدا کرتا ہے، کیونکہ سائنسی نظریات وقت کے ساتھ تبدیل ہو سکتے ہیں۔ لہذا قرآن کے الفاظ کو کسی ایک سائنسی ماڈل تک محدود کرنا اصولی تفسیر کے مطابق درست نہیں۔

تحقیق سے یہ بھی واضح ہوا کہ قرآن مجید کا بنیادی مقصد کائنات کی ہر سائنسی تفصیل بیان کرنا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت، علم اور ربوبیت کی معرفت پیدا کرنا ہے۔ اسی لیے سورۃ الطلاق (65:12) کے اختتام میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور علم کا ذکر کیا گیا ہے، جو اس آیت کے اصل مقصد کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

Major Findings (اہم نتائج)

اس تحقیق سے درج ذیل اہم نتائج سامنے آئے:

1. "سبع أَرْضِينَ" کا ذکر قرآن مجید میں حقیقت کے طور پر آیا ہے، جس کا انکار درست نہیں۔
2. صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی احادیث سات زمیनों کے وجود کی تائید کرتی ہیں، اگرچہ ان کی کیفیت بیان نہیں کرتیں۔
3. کلاسیکی مفسرین کے درمیان اصل اختلاف وجود میں نہیں بلکہ کیفیت کی تعیین میں ہے۔
4. جمہور مفسرین نے "وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلُهَا" میں "مثل" کو تعداد کے اعتبار سے مماثلت پر محمول کیا ہے، نہ کہ لازماً ساخت یا حجم کی مماثلت پر۔
5. سات زمیनों کو زمین کی سات تہوں، سات براعظموں یا دوسرے سیاروں پر قطعی طور پر منطبق کرنا موجودہ دلائل کی روشنی میں ثابت نہیں ہوتا۔
6. جدید سائنسی معلومات قرآن کے بعض پہلوؤں کو سمجھنے میں معاون ہو سکتی ہیں، لیکن انہیں تفسیر قطعی کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔
7. جمہور مفسرین کا اصول "اِثْبَاتٌ بِالْمَكْثِفِ" (وجود کا اثبات، کیفیت کے بارے میں توقف) اس موضوع میں سب سے زیادہ متوازن اور علمی موقف معلوم ہوتا ہے۔

Original Contribution of the Study (تحقیق کا اصل علمی اضافہ)

اس تحقیق کی انفرادیت درج ذیل پہلوؤں میں ہے:

- مترآن، صحیح احادیث، لغوی مصادر اور کلاسیکی تفاسیر کو ایک ہی تحقیقی مندرجہ میں جمع کیا گیا ہے۔
- کلاسیکی اور معاصر آراء کا تقابلی و تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔
- اعجازِ علمی (Scientific Miracles) کے دعوؤں کا اصولِ تفسیر کی روشنی میں تنقیدی تجزیہ کیا گیا ہے۔
- "سبع آرضین" کے موضوع پر ایک متوازن منہج پیش کیا گیا ہے، جو نہ غیر ضروری سائنسی تاویلات پر مبنی ہے اور نہ ہی جدید علمی مباحث سے مکمل صرف نظر کرتا ہے۔
- یہ تحقیق اس حلقہ (Research Gap) کو پُر کرتی ہے کہ اس موضوع پر مختلف اسلامی اور جدید علمی مصادر کو یکجا کر کے ایک مربوط تجزیاتی مطالعہ نسبتاً کم دستیاب ہے۔

Limitations of the Study (حدودِ تحقیق)

اس تحقیق کی چند حدود درج ذیل ہیں:

1. تحقیق بنیادی طور پر مترآن، حدیث اور تفسیری مصادر تک محدود رہی ہے۔
2. جدید ارضیاتی علوم میں مسلسل نئی تحقیقات سامنے آرہی ہیں، اس لیے مستقبل میں نئی معلومات اس موضوع پر مزید بحث کا باعث بن سکتی ہیں۔
3. تحقیق میں صرف مستند احادیث اور معتبر تفاسیر کو بنیادی حیثیت دی گئی ہے، لہذا ضعیف یا اسرائیلی روایات پر تفصیلی بحث شامل نہیں کی گئی۔
4. چونکہ "سبع آرضین" غیبی امور میں سے ہے، اس لیے اس کی قطعی کیفیت کا تعین اس تحقیق کا مقصد نہیں۔

Recommendations (سفارشات)

اس تحقیق کی روشنی میں درج ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

1. جامعہ میں مترآن اور جدید سائنس کے تعلق پر مزید بین التخصیصی (Interdisciplinary) تحقیق کی حوصلہ افزائی کی جائے۔
2. اعجازِ علمی سے متعلق تحریروں میں اصولِ تفسیر اور اصولِ حدیث کی پابندی کو یقینی بنایا جائے۔
3. "سبع آرضین" جیسے غیبی موضوعات میں غیر مستند روایات سے اجتناب کیا جائے۔

4. مستقبل کی تحقیقات میں اسلامی علمی روایت اور جدید ارضیاتی علوم کے درمیان مزید تقابلی مطالعہ کیا جائے۔

5. قرآن و سنن کے موضوع پر عوامی سطح پر پھیلنے والے غیر مصدقہ دعویٰ کی علمی اصلاح کی جائے۔

Future Research Directions (آئندہ تحقیق کے امکانات)

آئندہ درج ذیل موضوعات پر مزید تحقیق کی جاسکتی ہے:

- قرآن میں سات آسمانوں کا تصور اور جدید فلکیات۔
- اسلامی کلام میں غیبی حقائق کی تعبیر۔
- قرآن اور سائنسی اعجاز: اصول، حدود اور تنقیدی مطالعہ۔
- کلاسیکی مفسرین اور معاصر سائنسی تفاسیر کا تقابلی جائزہ۔

نتیجہ (Conclusion)

اس تحقیق سے یہ واضح ہوا کہ "سبع آرضین" قرآن و سنت سے ثابت شدہ ایک حقیقی امر ہے، لیکن اس کی کیفیت اور ساخت کی قطعی تعیین نصوص شرعیہ میں بیان نہیں ہوئی۔ اسی لیے جمہور مفسرین نے اس معاملے میں اثبات بلا تکلیف کا اصول اختیار کیا، جو علمی اور اصولی اعتبار سے سب سے زیادہ مضبوط معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ جدید سائنسی معلومات کو قرآن کی تفسیر میں معاون حیثیت سے استعمال کیا جاسکتا ہے، لیکن انہیں آیات قرآنی کی حتمی مراد قرار دینا درست نہیں۔ قرآن مجید کا بنیادی مقصد انسان کو اللہ تعالیٰ کی قدرت، حکمت اور علم کی معرفت عطا کرنا ہے، نہ کہ کائناتی ساخت کی ہر جزوی تفصیل بیان کرنا۔

لہذا "سبع آرضین" کے موضوع میں متوازن علمی منہج یہی ہے کہ قرآن و سنت کے بیان پر ایمان رکھا جائے، مستند تفسیری روایت سے رہنمائی حاصل کی جائے، اور جہاں نصوص حنا موشش ہوں وہاں بلا دلیل قطعی دعویٰ سے اجتناب کیا جائے۔ یہی منہج اسلامی علمی روایت، اصول تفسیر اور معاصر علمی دیانت کے تقاضوں سے زیادہ ہم آہنگ ہے۔

المراجع (References)

اول: قرآن کریم

1. القرآن الکریم۔

دوم: کتب حدیث

1. ابن ماحب، محمد بن یزید. (2009). (سنن ابن ماجه. دار الرسالة العالمية.
2. أبو داود، سليمان بن الأشعث. (2009). (سنن أبي داود. دار الرسالة العالمية.
3. أحمد بن حنبل، أحمد بن محمد. (2001). (المسند. مؤسسة الرسالة.
4. البخاري، محمد بن إسماعيل. (1422هـ). (صحيح البخاري. دار طوق النجاة.
5. الترمذي، محمد بن عيسى. (2000). (المجامع) (سنن الترمذي. (دار الغرب الإسلامي.
6. النسائي، أحمد بن شعيب. (2001). (السنن الكبرى. مؤسسة الرسالة.
7. مسلم، مسلم بن الحجاج. (2006). (صحيح مسلم. دار طيبة.

سوم: شروح حدیث

1. ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي. (2001). (فتح الباري شرح صحيح البخاري. دار السلام.
2. النووي، يحيى بن شرف. (1996). (المنهاج شرح صحيح مسلم. دار إحياء التراث العربي.

چهارم: کتب تفسیر

1. ابن عاشور، محمد الطاهر. (1984). (التحرير والتنوير. الدار التونسية للنشر.
2. ابن كثير، إسماعيل بن عمر. (1999). (تفسير القرآن العظيم. دار طيبة.
3. البغوي، الحسين بن مسعود. (1997). (معالم التنزيل. دار طيبة.
4. أبو حيان الأندلسي، محمد بن يوسف. (1993). (المحرم المحيط. دار الكتب العلمية.
5. الألوسي، محمود شكري. (1994). (روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني. دار الكتب العلمية.
6. الرازي، فخر الدين. (1981). (مفاتيح الغيب) (التفسير الكبير. (دار الفكر.
7. الطبري، محمد بن جرير. (2001). (جامع البيان عن تأويل آي القرآن. مؤسسة الرسالة.
8. القرطبي، محمد بن أحمد. (2006). (المجامع لأحكام القرآن. مؤسسة الرسالة.
9. الشوكاني، محمد بن علي. (1994). (فتح القدير. دار ابن كثير.
10. سيد قطب. (2003). (في ظلال القرآن. دار الشروق.
11. الزحيلي، دهب. (2009). (التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج. دار الفكر.
12. الشعراوي، محمد متولي. (1997). (تفسير الشعراوي. أخبار اليوم.

پنجم: لغات اور معاجم

1. ابن فارس، أحمد. (1979). (معجم اللغة. دار الفكر.
2. ابن منظور، محمد بن مكرم. (1994). (لسان العرب. دار صادر.
3. الأصغفاني، الراغب. (2009). (المفردات في غريب القرآن. دار القلم.

4. الزبيدي، محمد مرتضى. (1994). (تاج العروس من جواهر القاموس). دار الهداية.

ششم: جدید اسلامی مصادر

1. عبد الحليم، محمد عبد. (2004). (ترجمة معاني القرآن الكريم). Oxford University Press. (The Qur'an: A New Translation).

2. نصر، سيد حسين (محرر). (2015). The Study Quran. HarperOne.

3. مك أوليف، جين دامن (محررة). (2006–2001). Encyclopaedia of the Qur'an. Brill.

هفتم: ارضیات اور جدید سائنسی مصادر

1. بوش، وین سی، کولمب، عنریغوری جی، وولیا مسز، جوزیف م. (2016). The Craft of Research (الطبعة الرابعة). University of Chicago Press.

2. بریس، فرائدک، وسیفر، ریوند. (2001). Understanding Earth. W. H. Freeman.

3. تارک، ادوارد ج، ولوتغز، فرائدک. (2017). Earth Science (الطبعة الخامسة عشرة). Pearson.

4. فاولر، کی. ایم. آر. (2005). The Solid Earth: An Introduction to Global Geophysics (الطبعة الثانية). Cambridge University.

5. کریسویل، جون دبلیو. (2018). Research Design: Qualitative, Quantitative, and Mixed Methods Approaches (الطبعة الخامسة). Sage Publications.

6. National Research Council. (2001). Basic Research Opportunities in Earth Science. National Academies Press.